استہزاءبالرسل

﴿جاہلیت قدیم وجدید کے رویے اور ہماری ذمہ داریاں﴾

ہمایوں عباس شمس ☆

انسان کی رشد وہدایت کے لئے انبیاء ورسل کی بعثت کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ مگر انسان کے اندر موجود بہیمی قوتوں اورذاتی مفادات کی وجہ سے یہ ''فطرت دشمن'' لوگ ان نفوس قدسیہ کی مخالفت پر اتر آئے۔ اس مخالفت میں اس قدر آگے بڑھ گئے کہ انہیں یہ بھی خیال نہ رہا کہ کم ازکم انسانی تکریم اوراحترام آدمیت کا تعلق کسی وطن، مذہب یا نسل سے نہیں، یہ انسانیت کی مشترکہ میراث ہے۔ انسانی معاشرے تو اعلیٰ قدروں کی تلاش میں رہتے ہیں کیونکہ یہ قدریں معاشرتی ارتقاء کے لئے ناگزیر ہوتی ہیں۔ مگر جب یہ اعلیٰ قدریں انبیائے کرام کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں تو کبر ونخوت آڑے آئی اورانسانوں نے انبیائے کرام کی نہ صرف مخالفت شروع کردی بلکہ طعن وتشنیع اور مذاق واستہزاء پر اتر آئے۔ اس روش بد کی قرآن نے ان الفاظ میں خبر دی ہے۔

وَمَايَاتِيهِمْ مِنْ رسول اِلَّا كانوابهٖ يَسْتَهْزِءُ ون.[۱]

[اور جو بھی رسول ان کے پاس آتے وہ ان کا مذاق اڑاتے۔]

صاحب ضیاء القرآن لکھتے ہیں: یعنی جس طرح یہ حقیقت ناشناس اور عقل کے اندھے آج بے باکیاں اور گستاخیاں کرتے ہیں یہی دستور ان کے پیشرؤوں کا بھی تھا۔ ان کے پاس بھی جب اللہ تعالیٰ کا کوئی نبی تشریف لے آتا تو وہ بھی اس پر آوازے کستے اور پھبتیاں اڑاتے۔[۲]

استہزاء کی وضاحت کرتے ہوئے ابن عاشور نے یہ جملہ تحریر کیا: هزأ به ايعامله فعلاً اوقولاً يحصل به احتقاره او التطرية به سواء اشعره بذلك ام اخفا عنه.[۳]

اس کے ساتھ ھزء کیا یعنی اس سے ایسا معاملہ کیا فعلاً یا قولاً کہ جس سے اس کی حقارت یا شومی (برائی) ظاہر ہو چکا ہے

☆ ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس، صدر شعبہ اسلامیات، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد۔

ظاہر کرے یا چھپائے۔

استہزاء کیا ہے؟ کا جواب امام رازی نے ان الفاظ میں دیا ہے:

اصل الباب الخفة من الهزاء وهو العدو السريع، وهزأ يهزأ مات على مكانه وناقته تهزأبه اى تسرع، وحده انه عبارة عن اظهار موافقة مع ابطان مايجرى مجرى السوء على طريق السخرية. ۴

الاستہزاء کا معنی احمد بن حمد الخلیلی نے الاستخفاف لکھا ہے۔ ۵

ان تعریفات سے درج ذیل امور واضح ہوئے:

۱۔ استہزاء میں حقارت اور استخفاف شامل ہوتا ہے۔

۲۔ استہزاء قولاً اور فعلاً دونوں طرح کا ہوتا ہے۔

انبیاء کرام سے ہونے والے استہزاء کو قرآن کریم نے مختلف مقامات پر بیان کیا ہے۔ نفس مضمون کی تفہیم کے لئے چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

(الف) حضرت نوح علیہ السلام پر لوگوں کے استہزاء کی خبر ان الفاظ میں دی گئی ہے۔

ويصنع الفلك و كُلّما مر عليه ملا" مّن قومه سخروا منه. ۶

[اور نوح کشتی بنانے لگے، جب آپ کی قوم کے سردار گزرتے تو آپ کا مذاق اڑاتے۔]

اس استہزاء کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے امام قرطبی لکھتے ہیں:

انهم كانوا يرونه يبنى سفينة فى البر فيسخرون به ويستهزئون ويقولون: يانوح صرت بعد النبوة نجاراً.

[یعنی مذاق اڑاتے ہوئے کہتے کہ تم اعلان نبوت کے بعد بڑھئی بن گئے۔]

امام قرطبی مزید لکھتے ہیں کہ لوگ پوچھتے کیا بنا رہے ہو آپ فرماتے:

ابنى بيتاً يمشى على الماء

[کہ میں ایسا گھر تعمیر کر رہا ہوں جو پانی پر چلے گا۔]

اس جملہ کو سننے کے بعد لوگوں کے طرز عمل کو امام قرطبی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

فعجبوا من قوله وسخروا منه. ۷

[پس وہ ان کی اس بات پر حیران ہوئے اور ان کا مذاق کیا۔]

امام رازی نے طعن کے اسباب پر روشنی ڈالی ہے، ان سے بھی لوگوں کے طرز عمل، انداز تخاطب اور مقصد کا پتا چلتا ہے۔ ۸
حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ منکرین نبوت، انبیاء کے متبعین پر بھی گھٹیا حملے کرتے۔

قصہ نوح کے حوالے سے قرآن کریم کے یہ الفاظ قابل غور ہیں۔

قالوا انومن لک واتبعک الا رذلون. ۹

[انہوں نے کہا کیا ہم (قوم کے رئیس) تم پر ایمان لائیں حالانکہ تمہاری پیروی تو صرف گھٹیا لوگ کرتے ہیں۔]

(ب) حضرت ھود علیہ السلام کا مذاق ان الفاظ سے اڑایا گیا:

قال الملاالذین کفروا من قومه انالنراک فی سفاهة وانا لنظنک من الکذبین. ۱۰

قوم کے کافر سردار کہنے لگے: (اے ھود) ہم تو خیال کرتے ہیں کہ تم نرے نادان اور ہم گمان کرتے ہیں کہ تم جھوٹوں میں سے ہو۔

دوسرے مقام پر لوگوں کے طنز پر مبنی الفاظ کو اس طرح بیان کیا:

ان نقول الا اعتراک بعض الهتنا بِسُوٓء. ۱۱

ہم تو یہی کہیں گے کہ ہمارے کسی خدا نے تمہیں دماغی خلل میں مبتلا کر دیا ہے۔

(ج) حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کئے گئے طعن کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان کیا:

فرعون اپنی قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے:

اَمْ اَنَا خیر" مِّنْ هذا الذِّی هو مَهین. ۱۲

[کیا میں اس شخص سے بہتر نہیں ہوں جو ناچیز ہے۔]

اس آیت کے حوالہ سے پیر محمد کرم شاہ الازہری کا یہ توضیحی نوٹ ہر دور کی استعماری طاقتوں کے ہتھکنڈوں اور ذہنی اسلوب کو سمجھنے کے لئے اہم ہے "انسان کو چاہیے کہ ان آیات کو بار بار پڑھے اور ان میں غور و فکر کرے ان آیات میں مادہ پرست ذہنیت کے خسیس نظریات، نیز آمر اور ڈکٹیٹر کی نفسیات کی ایسی سچی تصویر پیش کی گئی ہے جو آج بھی اسی طرح حقیقت ہے جس طرح ہزاروں سال پہلے مصر کے فراعنہ کے زمانے میں ایک حقیقت تھی۔" ۱۳

اسی سورہ میں یہ بھی بتایا گیا کہ آپ کو ایھاالساحر کہہ کر مخاطب کیا گیا۔ ایک دوسری سورہ میں جادوگر کے ساتھ دوسرا الزام مجنون کا لگا دیا۔

فتولّٰی بِرُکنه وقَالَ سٰحِر" اَوْ مَجْنُون". ۱۵

پس اس (فرعون) نے روگردانی کی اپنی قوت کے بل بوتے پر اور کہنے لگا یہ شخص جادوگر ہے یا دیوانہ۔

ذخیرہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام میں لوگوں نے جسمانی نقص بھی تلاش کر لیا تھا۔ قدرت الٰہی نے نبی سے اس الزام کو دور کرنے کے لئے پتھر میں چلنے کی طاقت پیدا کر دی ۱۶ اور نبوت کے مقام و مرتبہ کو ظاہر کر دیا۔

قرآن کریم نے ان اتہامات کی طرف بھی اشارے کئے جو دوسرے انبیائے کرام علیھم السلام پر لگائے گئے جیسے صالح علیہ السلام ۱۷، شعیب علیہ السلام ۱۸ اور لوط علیہ السلام ۱۹، ان سب آیات کے مطالعہ سے یہ چیز واضح ہو جاتی ہے کہ کسی بھی دور میں

انبیائے کرام علیھم السلام پرلوگ طعن وتشنیع سے باز نہ آئے۔ یہاں تک کہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو آپ کو سب سے زیادہ ستایا گیا۲۰، اذیت اور مصائب سے دوچار کیا گیا۔ آپ پر الزامات، اتہامات اور طعن وتشنیع کرنے والوں کو ہم درج ذیل چار طبقات میں تقسیم کرسکتے ہیں۔

(۱) مشرکین (۲) یہود ونصاریٰ (۳) منافقین (۴) بیرونی قوتیں

درج بالا طبقات اربعہ کے استہزاء کرنے والے گروہ آج بھی موجود ہیں۔ فرق یہ ہے کہ پہلے تین گروہوں سے ایک نئے گروہ نے جنم لیا جنہوں نے تحقیق کے خوبصورت نام سے تلبیسات کا آغاز کیا۔ مختلف کتب ومضامین میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات کا اعتراف کرتے ہوئے کوئی ایک ایسا نکتہ بیان کردینا جس سے پوری مصطفوی فکر پر زد پڑ جائے۔ بیسویں صدی میں جب ٹیکنالوجی نے ترقی کی اور اکیسویں صدی نے پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا کے ذریعہ دنیا بھر میں معلومات کا سیلاب بہادیا تو ان مستشرقین کے بیان کردہ منفی افکار اس میڈیا کے ذریعے بیانات، اور خاکوں کی شکل میں دنیا بھر کے مسلمانوں کی دل شکنی کے لئے عام کردیئے گئے۔ اظہار رائے کی آزادی کی آڑ میں اس طوفان بدتمیزی کے پس پردہ مستشرقین کی تحقیقات ہی کارفرما ہیں۔ خصوصاً نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر استہزاء کی جتنی کوششیں کی گئی ہیں ان سب کا جائزہ لیا جائے تو وہ قرآن کریم میں مخالفین کے بیان کردہ ہتھکنڈوں کی جدید شکلیں ہیں جو اپنی حقیقت اور مقاصد کے اعتبار سے مشرکین مکہ اور دیگر انبیائے کرام کے مخالفین سے ملتی جلتی ہیں صرف زمانی بعد کی وجہ سے کچھ فرق محسوس ہوگا وگرنہ الفاظ اور انداز تک ایک جیسا ہے۔

استہزاء کی مختلف نوعیتوں کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

ان الـذين اجرموا كانوا من الذين امنوا يضحكون. واذا مروابهم يتغامزون. واذاانقلبوا الى اهلهم انـقلبوا فكهين واذا راوهم قالوا انّ هٰؤلآءِ لضآلون. ۲۱

بلاشبہ مجرم لوگ ایمان والوں پر ہنسا کرتے تھے اور جب وہ ان مسلمانوں کے پاس سے گزرتے تو آپس میں آنکھوں سے اشارے کرتے تھے اور جب اہل وعیال کے پاس لوٹتے تو دل لگی کرتے لوٹتے۔

امام قرطبیؒ کے نزدیک اس آیت میں قریش کے روساء مراد ہیں۔ ۲۲

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے پیر محمد کرم شاہؒ لکھتے ہیں:

''اہل ایمان کو دیکھ کر ان کا مضحکہ اڑاتے اور ایک دوسرے کو آنکھیں مار مار کر اشارہ بازی کرتے ہیں۔ جب مسلمانوں کی دل آزاری کرنے اور جی بھر کر ان پر پھبتیاں کسنے کے بعد یہ بے فکرے اپنے اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں دل لگیاں کرتے جاتے ہیں، گویا کوئی بڑا قلعہ فتح کرکے گھر لوٹ رہے ہیں۔'' ۲۳

امام قرطبیؒ نے مذاق کرنے والے ان لوگوں کے یہ نام تحریر کئے ہیں:

ولید بن مغیرہ، عقبہ بن ابی معیط، عاصی بن وائل، اسود بن عبدیغوث، عاص بن ہشام، ابوجہل، نضر بن حارث۔ ۲۴
علاوہ ازیں امیہ بن خلف، اخنس بن شریق، ابی بن خلف، اسود بن عبدالمطلب بن اسد، حارث بن طلاطلہ۔ ۲۵

ان لوگوں کے استہزاء کی مثالیں قرآن کریم، احادیث اور کتب سیرت میں موجود ہیں۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں نے طعن وتشنیع کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیا اور جب کوئی وار کارگر ثابت نہ ہوا تو مختلف قسم کی پیش کشوں کا ہتھیار استعمال کیا۔ [۲۶]

قرآن کریم سے درج بالا طبقات کے استہزاء بالرسل کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

۱۔ آپ کو (نعوذ باللہ) ابتر کہا گیا۔

عاص بن وائل نے کہا: **ان محمدا ابتر لاابن له یقوم مقامه بعده، فاذامات انقطع ذکره واستر حنامنه.** [۲۷]

[محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ابتر ہیں ان کا کوئی بیٹا نہیں جو ان کے بعد ان کی جگہ کھڑا ہو سکے جب وہ فوت ہوں گے ان کا ذکر بھی منقطع ہو جائے گا اور ہمیں چین ملے گا۔]

اسی طرح کعب بن اشرف مکہ آیا تو قریش کی ایک جماعت سے ملاقات ہوئی۔ کعب کو قریش نے کہا: **نحن اهل السقایة والسدانة وانت سیداهل المدینة، فنحن خیرام هذا الابتر من قومه.** [۲۸]

۲۔ مکہ والوں نے کہا:

ان اللّٰه ماوجد رسولا الی خلقه الایتیم ابی طالب. [۲۹]

[اللہ کو اپنے خلق کی طرف رسول بنا کر بھیجنے کے لیے ابوطالب کے یتیم (محمد) کے سوا کوئی نہیں ملا؟]

۳۔ قرآن کریم نے یہود کے انداز تخاطب کا ذکر کیا ہے۔ راعنا کو راعینا کہنا ان کا طرز عمل تھا۔ حدیث میں الفاظ کی ادائیگی کے حوالے سے ایک انداز یہ بیان ہوا ہے:

ان الیهود اذا سلم علیکم احدهم یقول السام علیکم فقولوا علیکم. [۳۰]

[یہودی جب تمہیں سلام کرتا ہے تو کہتا ہے السام علیکم پس تم کہو علیکم۔]

السام کے معنی کی وضاحت کرتے ہوئے محدثین نے لکھا کہ اس کا معنی الموت العاجل [۳۱] اور تسأمون بینکم [۳۲] ہے۔

۴۔ صحیح بخاری میں ایک نصرانی کے مسلمان ہونے کا واقعہ ہے وہ مرتد ہوا تو کہا کرتا تھا:

مایدری محمدالا ماکتبت له. [۳۳]

[محمد کچھ نہیں جانتے سوائے اس کے جو میں نے ان کو لکھ کر دیا ہے۔]

جب وہ مرا تو زمین نے اسے قبول نہ کیا۔

۵۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استہزاء کا ایک انداز یہ بھی تھا کہ غریب مسلمانوں کا مذاق اڑایا جائے۔ دور حاضر میں بھی اس طرز عمل کی کئی شکلیں موجود ہیں۔ مشرکین کہا کرتے تھے: ہم صہیب، بلال اور خباب جیسے لوگوں کی موجودگی میں آپ کے پاس نہیں بیٹھ سکتے انہیں اپنے پاس سے اٹھا دیں۔ [۳۴]

عصر رسالت مآب میں جس طرح استہزاء کیا گیا وہ سلسلہ رکا اور تھا نہیں نبوت کا سلسلہ چونکہ بند ہو گیا اور نبوت محمدی کا

سراج منیر تا ابد اپنی کرنیں بکھیرتا رہے گا اسی طرح ان دشمنوں کی عداوت کا سلسلہ رکے گا نہیں۔ تعلیمات نبوی کی روشنی میں ہمیں اس سے نبرد آزما ہونا ہوگا۔ ان حالات میں ہماری ذمہ داریاں کیا ہونی چاہئیں؟ اس حوالہ سے درج ذیل نکات قابل توجہ ہیں:

۱۔ یہود و نصاریٰ کے حوالے سے معاملات اور موالات میں فرق کیا جائے۔ قرآن کریم کی یہ آیت ہماری راہنمائی کرتی ہیں:

یایها الذین امنوا لاتتخذوا الذین اتخذوا دینکم هزوا ولعبامن الذین اوتوا الکتب من قبلکم والکفار اولیاء. ۳۵

[اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو ان لوگوں کو اپنا دوست نہ بناؤ جنہوں نے تمھارے دین کو ہنسی اور کھیل بنالیا ہے، ان لوگوں میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی اور کافروں کو۔]

یہ خطاب کن لوگوں سے ہے، اس کی وضاحت محمد علی السایس نے ان االفاظ میں کی ہے: **والخطاب عام لجمیع المؤمنین فی عصره علیه الصلوة والسلام وبعده.** ۳۶

[اور خطاب عام ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور کے مومنین اور بعد کے مومنین کو۔]

امام رازی اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ومعنی تلاعبهم بالدین واستهزاء هم اظهار هم ذالک باللسان مع الاصرار علی الکفر فی القلب ونظیره فی قوله تعالی فی سورۃ البقرہ **[واذا لقوا الذین آمنوا قالوا امنا واذا خلوا الی شیاطینهم قالو انّا معکم انما نحن مستهزء ون]** ۳۷

ان کا دین سے استھزاء اور مذاق کرنے کا مطلب ان کا دل میں کفر پر اصرار کے ساتھ اس کا اظہار کرنا ہے اور اس کی نظیر اس قول باری تعالیٰ میں ہے:-[اور جب وہ اہل ایمان سے ملتے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں اور جب اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف مذاق کرتے ہیں۔]

تفسیر سعدی میں اس آیت کی وضاحت ان الفاظ میں کی گئی ہے جس سے موالات اور معاملات میں فرق واضح ہوتا ہے: اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے مومن بندوں کو یہود و نصاریٰ اور دیگر تمام کفار کے ساتھ موالات رکھنے سے منع کرتا ہے۔ وہ ان سے محبت نہ کریں ان کو دوست نہ بنائیں، ان پر اہل ایمان کے بھید نہ کھولیں اور بعض ایسے امور پر ان کی معاونت نہ کریں جن سے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہو۔ ۳۸

موالات کے نقصان کی طرف اشارہ مولانا حنیف ندوی نے ان الفاظ میں کیا ہے: ''قرآن حکیم فرماتا ہے جو لوگ اس نوع کے بدذوق ہیں اور ایمان واتقاء کی نعمتوں سے ان کے دامن یکسر خالی ہیں، ہرگز اس قابل نہیں کہ مسلمانوں کے لئے کوئی جاذبیت اپنے اندر پیدا کرسکیں اس لئے مسلمانوں کو چاہیے کہ ان کی صحبت ودوستی سے پرہیز کریں تاکہ نفاق ومداہنت کی باتیں سن سن کر ان کی حس مذہبی مردہ نہ ہوجائے۔'' ۳۹

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ موالات وہاں ہوتی ہے جہاں فکری مماثلت ہو اور یہاں ترک موالات کی علت کی

طرف بھی اشارہ کر دیا گیا ہے۔

۲۔ ان حالات میں اہل اسلام کو اپنے کردار کو مضبوط بنانا ہوگا۔قوت ارادی جس قدر مضبوط ہوگی، کردار میں اسی قدر پختگی ہوگی دوسری اقوام پر اثر انداز ہونا آسان ہوگا۔ کمزور اور مغلوب قوموں کا فکری ڈھانچہ کمزور پڑ جاتا ہے تو طاقتور اقوام آزادی رائے کی آڑ میں بنیادی افکار پر اثر ڈالنے کی کوشش کرتی ہیں۔اقبال نے اس حوالہ سے کئی اہم گوشوں پر روشنی ڈالی ہے۔

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا

روح محمد اس کے بدن سے نکال دو ۴۰

۳ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے پتہ چلتا ہے آپ نے مستہزئین کے مقابلہ کے لئے دیگر وسائل، جن کا ذکر تقی الدین سبکیؒ اور ابن تیمیہؒ نے کیا، کے علاوہ شعراء کو ہجویہ شعر کہنے کا حکم دیا۔صیغہ امر کے ساتھ یہ حکم زمان ومکان کی قید سے ماوراء ہے۔ آپ نے حضرت حسان سے فرمایا:

اھجھم اوقال ھاجھم وجبریل معک. ۴۱

حضرت حسان، ابن رواحہ اور کعب بن مالک جیسے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف شاتمین کے لئے ہجویہ اشعار کہے۔ایسے ہی ایک موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ کو دعا دی: **اللھم ایدہ بروح القدس.**

اور ایسے اشعار کو تیر سے بھی زیادہ مؤثر قرار دیا گیا۔۴۲

شعر اس زمانہ میں ایک مضبوط علمی، معاشرتی اور ثقافتی روایت کا حصہ تھا۔آپ نے اس زمانے کے اس ہتھیار کو شاتمین کے خلاف استعمال کیا آج ہمیں عصری، علمی اور ثقافتی وسائل کو سخت لہجہ میں استعمال کرنا ہوگا۔حضرت ابوبکرؓ کا طرز عمل اس حوالہ سے ہمارے لئے رہنما ہے کہ آپ نے ایک گستاخ کو ایسے سخت الفاظ کہے جو آپ کے مزاج کے خلاف تھے۔۴۳ مگر فرمائے اس لئے کہ معاملہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کا تھا۔

ممکن ہے کوئی یہ اعتراض کرے سب کفار سے تو منع کیا گیا ہے **ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللّٰہ فیسبوا اللّٰہ عدوا بغیر علم.** ۴۴ لیکن یہاں ایسے طرز عمل کا آغاز کرنے سے منع کیا گیا ہے اور زیر بحث امر کسی شاتم کو جواب دینے کا ہے نہ کہ آغاز کرنے کا۔ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ہر جدید ذریعہ اختیار کر کے علمی لہجہ میں سخت، مضبوط علمی مؤقف اختیار کریں۔ ہم رسول کریم کی دعا اللھم ایدہ بروح القدس کے مصداق ٹھہریں گے۔

عہد نبوی اور قیامت تک کے مستہزئین کو قدرت خداوندی کی طرف سے جواب اور سزا دونوں دیئے گئے ہیں۔

قرآن کریم نے ان الفاظ میں اس حقیقت کو بیان کیا ہے:

انا کفینک المستھزءِ ین. ۴۵

[بے شک ہم استھزاء کرنے والوں کے مقابلہ میں آپ کے لئے کافی ہیں۔]

اس طرح ایک عورت نے مذاق کرتے ہوئے کہا کہ (نعوذ باللہ) آپ کا جن آپ کو چھوڑ گیا تو **والضحی والیل اذا سجی** کا نزول ہوا۔۴۶ ابوجہل نے طنز کرتے ہوئے کہا اے اللہ اگر یہ قرآن تیری طرف سے ہے تو ہم پر پتھر برسا۔۴۷ اس کا جواب بھی قرآن نے دیا کہ محبوب کریم آپ ان میں موجود ہیں اس لئے عذاب نہیں آئے گا۔۴۸

ان قرآنی احکامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت ہر صورت میں ناموس رسالت کا تحفظ اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے کرتا ہے۔ اس حوالہ سے مثالیں درج کرنے سے پہلے مولانا حنیف ندوی کا ایک اقتباس جو انہوں نے سورۃ الفیل کی تفسیر کرتے ہوئے پیش کیا نقل کرنا ضروری ہے اس سے بہت سے حقائق وا ہونگے۔ آپ لکھتے ہیں: اس سورت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہاں تک اصول وشعائر کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت بذات خود فرماتے ہیں اور مسلمانوں کو جو مکلّف بنایا ہے تو محض ان کی قوت ایمانی کی آزمائش کے لئے ورنہ حاشا اللہ بغیر اللہ تعالیٰ کی اعانت اور فضل کے حقیر ترین دشمن پر قابو پالینا دشوار ہے۔ اس کا قانون یہ ہے کہ جب تک اس کے ماننے والوں میں غیرت وحمیت کا جذبہ باقی رہتا ہے وہ ان کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اس کے دین کی حفاظت کریں اور حفاظت کے ضمن میں خون کا آخری قطرہ بھی بہا دینے سے دریغ نہ کریں اور جب یہ جذبہ مفقود ہو جائے اور جب ایسی ہمت اور شجاعت والی جماعت باقی نہ رہے جو جان نچھاور کر کے ملت اور اس کے شعائر کی حفاظت کر سکے۔ اس وقت وہ براہ راست اپنی قدرت اور حکمت کو بروئے کار لاتا ہے۔ ۴۹

اب قدرت کے انتقام کی چند مثالیں درج کی جاتی ہیں:

۱۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اسود بن عبدالمطلب کے چہرے پر ایک سبز پتا مارا جس سے وہ اندھا ہو گیا۔ اسود بن عبد یغوث کا وہاں سے گذر ہوا تو جبرئیل نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا تو اسے استقاء کی بیماری لگ گئی اور اس بیماری سے مر گیا۔ اسود بن عبد یغوث آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ماموں زاد تھا۔ جبرئیل نے اسود کی کمر کو اتنا بل دیا کہ اس کے سینے کی ہڈیاں ٹیڑھی ہو گئیں۔

اسی طرح ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل اور حارث بن طلاطلہ جیسے مستہزئین کو سزائیں ملیں۔ علامہ شامی نے اس کی تفصیلات درج کی ہیں۔ اس کا عنوان علامہ شامی نے یہ تحریر کیا ہے: **فی خبر بعض المستهزئین برسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وکیف کان هلاکتهم.** ۵۰

اور ایک دوسری جلد میں **فی کفایة الله تعالی رسوله المستهزئین.** ۵۱

امام قرطبی نے بھی ان واقعات کو نقل کرنے کے بعد لکھا کہ بے شک یہ وہ لوگ ہیں جو اس قول باری تعالیٰ سے مراد ہیں:

فخر علیهم السقف من فوقهم. ۵۲

یعنی انہیں ان لوگوں سے تشبیہ دی گئی ہے جن کی موت چھت گرنے کی وجہ سے واقع ہوئی۔۵۳ کتب حدیث وسیر میں کسریٰ کو ملنے والی اس الہی سزا کا ذکر موجود ہے جو نامہ مبارک کی بے حرمتی کے نتیجہ میں ملی۔۵۴

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد روضہ اطہر اور جسم اطہر کی (نعوذ باللہ) بے حرمتی کی کوشش کی گئی مگر

العزیز اورالجبار کی قدرت نے ایسا نہ ہونے دیا۔۳۹۰ھ میں عبیدی نے جسد اطہر کو مصر منتقل کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے تیز آندھی بھیجی قریب تھا کہ زلزلہ آ جائے۔۵۵ اسی طرح ۵۵۶ھ میں نورالدین زنگی کوایک ہی رات میں تین مرتبہ خواب میں آ کر نصرانیوں کی سازش سے آگاہ کیا۔۵۶

درج بالا حقائق سے واضح ہوتا ہے کہ استہزاء بالرسل ہمیشہ سے مخالفین ومنکرین نبوت کا وتیرہ رہا ہے۔اس کے لئے صرف صبر کی تلقین ہی کافی نہیں بلکہ مضبوط عملی جدوجہد اور خالص علمی وفکری کاوش درکار ہے۔امت کی ذمہ داری امتی ہونے کے ناطے سے ہے کہ وہ تحفظ ناموس رسالت کے لئے تمام تر حکمت عملی تیار کرے ورنہ قدرت خود انتقام لینے کی طاقت رکھتی ہے مگر اس کمزوری کا جواب بھی دینا ہوگا اور اجر سے محرومی علیحدہ۔حقیقت یہ ہے کہ انسانیت کی بقا تحفظ ناموس رسالت میں ہے۔

حواشی وحوالہ جات:

ا الحجر ۱۱:۱۵
۲ محمد کرم شاہ، پیر، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۶، جلد ۲، ص: ۵۳۲
۳ محمد طاہر ابن عاشور، التحریر و التنویر، موسستہ التاریخ بیروت، ۲۰۰۰، جلد اول، ص: ۲۸۸
۴ رازی، فخر الدین، مفاتیح الغیب، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۹۹۰، جلد اول، ص: ۶۳
۵ الخلیلی، احمد بن احمد، جواہر التفسیر، مکتبہ استقامۃ، عمان، ۱۹۸۶، جلد ۲، ص: ۳۵۲
۶ ھود ۳۸:۱۱
۷ قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، تحقیق محمد رضوان، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶، جلد ۱۱، ص: ۱۱۳
۸ مفاتیح الغیب، جلد ۶، ص: ۳۴۵
۹ الشعراء ۱۱۱:۲۶
۱۰ الاعراف ۶۶:۷
۱۱ ھود ۵۴:۱۱
۱۲ الزخرف ۵۲:۴۳
۱۳ ضیاء القرآن، جلد ۴، ص: ۴۱۹
۱۴ الزخرف ۴۹:۴۳
۱۵ الذاریات ۳۹:۵۱
۱۶ بخاری، اسماعیل بن محمد، الجامع الصحیح، کتاب احادیث الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام، رقم الحدیث ۳۴۰۴
۱۷ الاعراف ۷:۷۳-۷۶
۱۸ الاعراف ۷:۷۳-۷۶
۱۹ ھود ۱۱:۷۷-۷۹
۲۰ لقد اوذیت فی اللہ وما یوذی احد واخفت فی اللہ وما یخاف احد. سنن ابن ماجہ، باب فضل سلمان وابی ذر والمقداد رضی اللہ عنہم، رقم الحدیث ۱۵۱
۲۱ المطففین ۸۱:۳۰-۳۲
۲۲ الجامع لاحکام القرآن، جلد ۲۲، ص: ۱۵۵

۲۳۔ ضیاء القرآن ،جلد۵،ص:۵۲۰

۲۴۔ الجامع لاحکام القرآن،جلد۲۲،ص:۱۵۵

۲۵۔ ایضاً،جلد۱۲،ص:۲۶۱

۲۶۔ مال ودولت،شادی اورعلاج کی پیش کش،بادشاہ تسلیم کرنا،محمد الغزالی،فقہ السیرۃ،تحقیق البانی،عالم المعرفۃ،۱۳۹۷ھ/۱۹۷۶،ص:۱۱۳

۲۷۔ مفاتیح الغیب،جلد۳۴،ص:۱۲۴

۲۸۔ ایضاً،جلد۳۴،ص:۱۲۴

۲۹۔ ایضاً،جلد۱۷،ص:۵

۳۰۔ صحیح بخاری،کتاب الاستئذان،باب کیف الرد علی اھل الذمۃ بالسلام،رقم الحدیث:۶۲۵۷

۳۱۔ ابن حجر عسقلانی،حافظ احمد بن علی،فتح الباری،دارالکتب العلمیۃ،۲۰۰۰،جلد۱۴،ص:۵۰

عینی،بدرالدین،عمدۃ القاری،دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱،جلد۲۲،ص:۳۸۷

۳۲۔ سہارن پوری،خلیل احمد،بذل المجھود،دارالبشائر الاسلامیہ،بیروت،۲۰۰۶،جلد۱۳،ص:۵۹۱

۳۳۔ صحیح بخاری،کتاب المناقب،باب علامات النبوۃ،رقم ۳۶۱۷

۳۴۔ طبری،ابوجعفر محمد بن جریر،جامع البیان عن تاویل آی القرآن،تحقیق محمود شاکر،داراحیاء التراث العربی،بیروت،۲۰۰۱،جلد۷،ص:۲۳۳

۳۵۔ المائدہ ۵:۵۷

۳۶۔ السایس،محمد علی،تفسیر آیات الاحکام،دارابن کثیر،بیروت،۱۹۹۶،جلد اول،ص:۶۰۱

۳۷۔ مفاتیح الغیب،جلد۱۲،ص:۲۸

۳۸۔ السعدی،عبدالرحمٰن بن ناصر،تفسیر سعدی،مترجم: حافظ صلاح الدین یوسف،دارالسلام،لاہور، جلد اول،ص:۷۰۲

۳۹۔ ندوی،محمد حنیف،سراج البیان،ملک سراج دین اینڈ سنز لاہور ۱۹۸۳،جلد اول،ص:۲۷۸

۴۰۔ محمد اقبال،علامہ،کلیات اقبال،اقبال اکیڈمی لاہور ۱۹۹۴،ص:

۴۱۔ الجامع الصحیح،کتاب بدء الخلق،باب ذکر الملائکۃ،رقم الحدیث ۳۲۱۳

۴۲۔ حضرت عائشہ ان اشعار کی اثر انگیزی کو ان الفاظ میں بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا ''حسان نے کفار قریش کو ہجو کر کے مسلمانوں کا دل ٹھنڈا کر دیا اور کفار کے دلوں کو بیمار کر دیا۔'' صحیح مسلم،کتاب فضائل الصحابہ،باب فضائل حسان بن ثابت رقم الحدیث ۶۲۷۳

ان ہجویہ اشعار پر حضرت حسان کے تاثرات یہ تھے:

ھجوت محمدا فاجبت عنہ

وعــنــدالـلّٰـــــہ فـــی ذاک الـــجـــزاء

[تو نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کی تو میں نے حضور کی طرف سے جواب دیا اور اس کی اصل جزا اللہ کے پاس ہے۔]

۴۳ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر بدیل کو کہا: امصص ببظر اللات الجامع الصحیح، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد......، رقم الحدیث ۲۷۳۱

اسی طرح کا واقعہ عمرۃ القضاء میں پیش آیا۔ آپ نے حضرت سیدہ میمونہ سے نکاح کیا ولیمہ نہ ہوا تھا کہ حویطب بن عبدالعزی نے کہا: اخرج عنا فلاحاجة لنابطعامک.

حضرت سعد نے اس موقعہ پر کہا: یاعاض بظر امه، اوضک وارض امک دونه.

ان الملقف، ابوحفص عمر بن علی، التوضیح لشرح الجامع الصحیح، وزارۃ الاوقاف قطر ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء جلد ۲۱، ص: ۳۹۷

۴۴ الانعام ۶:۱۰۸

۴۵ الحجر ۱۵:۹۵

۴۶ الجامع الصحیح، کتاب التفسیر، باب قولہ (ماودعک ربک وماقلی) رقم الحدیث: ۴۹۵۰

۴۷ الجامع الصحیح، کتاب التفسیر، باب قولہ (ماودعک ربک وماقلی) رقم الحدیث: ۴۶۴۸

۴۸ الانفال ۸:۳۲-۳۴

۴۹ سراج البیان، جلد ۵، ص: ۱۴۴۱

۵۰ شامی، محمد بن یوسف الصالحی، سبل الهدی والرشاد، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۳، جلد ۲، ص: ۴۶۰-۴۷۰

۵۱ ایضاً، جلد ۱۰، ص: ۲۵۴-۲۶۳

۵۲ النحل ۱۶:۲۶

۵۳ الجامع لاحکام القرآن، جلد ۱۲، ص: ۲۶۲-۲۶۳

۵۴ الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب کتاب النبی الی کسریٰ وقیصر، رقم الحدیث ۴۴۲۴

۵۵ ابوبکر بن الحسین، تحقیق النصرة، بتلخیص معالم دارالهجرة، تحقیق ابویعقوب نشات کمال، دارالفلاح، قاہرہ، ۲۰۰۹، ص: ۵۰۵-۵۰۷

۵۶ ایضاً، دارالفلاح، قاہرہ، ۲۰۰۹، ص: ۵۰۳-۵۰۴